© rasailojaraid.com

فتاویٰ

اکرام اللہ

المتخصص فی الفقہ الإسلامی

بجامعة عمر رضی اللہ عنه کراچی

سوال:....... کیا تشدد کی بناء پر کئے گئے اقرار جرم پر قاضی کا فیصلہ کرنا شرعاً جائز ہے ؟

الجواب حامداومصلیاً:

مذکورہ مسئلہ کو احادیث، مذاہب اربعہ اور مذہب ظواہر کی روشنی میں واضح کر دیتے ہیں۔

حدیث:....... حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

" إن الله تجاوز لي عن أمتي الخطاء والنسيان وما استكرهوا عليه "

[رواه ابن ماجه باب طلاق المكره:۱۴۷، قديمي : كذا روى عن بريدة].

یعنی: اللہ نے میری امت سے خطا، نسیان اور جو جبر کے طور پر (اقوال کا اقرار) صادر ہوا ہو، وہ سب معاف کئے ہیں۔

چنانچہ اس حدیث سے شوافع، حنابلہ، اور مالکیہ استدلال کرتے ہوئے طلاق مکرہ اور مکرہ علی الطلاق کے اقرار وغیرہ کو باطل قرار دیتے ہیں۔[حاشیہ ابن ماجہ:۱۴۸، قدیمی]۔

جس طرح چاروں مذاہب کا اس پر اتفاق ہے کہ زبردستی کرائے گئے اقرار جرم سے اقرار کرنے والے پر کوئی جرم ثابت نہیں ہوتا، جیسا کہ "المغنی لابن قدامہ حنبلی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے جس کو ہم آگے چل کر ذکر کریں گے۔ اسی طرح اس پر بھی اتفاق ہے کہ قاضی کے لئے اس اقرار جرم پر فیصلہ کرنا جائز نہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس متفق علیہ مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے اب ہم ہر ایک مذہب کو با حوالہ ذکر کرتے ہیں۔

مذہب احناف:

احناف کے نزدیک تشدد کی بناء پر کئے گئے اقرار جرم پر قاضی کے لئے فیصلہ کرنا جائز نہیں، وہ اپنی کتب میں "کتاب الاکراہ" کے اندر ذکر کرتے ہیں: کہ اگر قاضی نے کسی شخص پر تشدد کی بناء پر چوری یا قتلِ عمد کے اقرار پر فیصلہ سنا دیا اور مذکورہ شخص کا ہاتھ کاٹ دیا گیا یا اس کو قتل کر دیا گیا تو اگر اقرار کرنے والا نیک سیرت اچھا آدمی تھا تو قاضی کو قصاصاً قتل کیا جائے گا۔ اور اگر وہ اسی جرم سے متہم تھا تو قصاص اگرچہ شبہ کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے لیکن قاضی پر دیت ادا کرنا ضروری ہے۔

" قال فی التنویر مع الدر: (أکرہ القاضي رجلا لیقر بسرقة أو بقتل رجل بعمد أو) بقطع ید رجل بعمد فأقر بذلک، فقطعت یدہ أو قتل) علی ماذکر (إن کان المقر موصوفا بالصلاح، اقتص من القاضی، وإن متهما بالسرقة معروفا بها وبالقتل لا) یقتص من القاضی استحسانا للشبهة "

" قال العلامة محمد أمین الشهیر بابن عابدین (ت ۱۲۵۲ھ) : قوله (لایقتص من القاضی استحسانا) ولکنه یضمن جمیع ذلک فی ماله "

[حاشیہ ابن عابدین علی الدر المختار کتاب الإکراہ: ۱۴۰/۲، سعید]

مذکورہ عبارت میں قاضی کو قصاصاً قتل کرنا یا مقطوع اور مقتول کے لئے مال کا ضامن ہونا اس پر واضح دلالت کرتا ہے کہ قاضی کا یہ فیصلہ کرنا جائز نہیں تھا۔

مذہب مالکیہ:

مالکیہ فرماتے ہیں کہ قاضی کے لئے جائز نہیں کہ جبراً کئے گئے اقرار جرم پر فیصلہ سنائے۔ صاحب "تبصرہ الاحکام فی أصول الأقضیة ومناھج الأحکام" "ذخیرۃ للقرافی" کے حوالہ سے قاضی اور امیر کے اختیارات کے درمیان فرق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" ویمتاز والی الجرائم علی القضاة بتسعة أوجه...... والرابع :یجوز أی: (للأمیر) مع قوة تهمة ضرب المتهوم ...... فإذا أقر وهو مضروب اعتبرت حاله، فإن ضرب لیقر لم یعتبر إقرار تحت الضرب أو لیصدق عن حاله، قطع ضربه، واستعاد إقراره فإن أقر بخلاف الإقرار الأول أخذ بالثانی، ویجوز العمل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بإقرار الأول مع كراهة وليس ذلك للقضاة "

[فصل في الفرق بين نظر القاضي والوالي: ۲۷۴/۴، المكتبة الشاملة]

یعنی: امیر کے لئے تو یہ اختیار ہے کہ ملزم کو مار دے، لیکن اگر اس لئے مارا کہ وہ اقرار جرم کرے تو اس صورت میں امیر کے لئے بھی جائز نہیں وہ اس پر فیصلہ کر دے چہ جائیکہ قاضی جس کے اختیارات امیر کے اختیارات سے بھی کم ہیں۔

مذہب شافعیہ:

مالکیہ کی طرح شوافع کے نزدیک بھی یہی ہے کہ قاضی جبراً کئے گئے اقرار جرم پر فیصلہ نہیں کر سکتا، اس پر تفریع کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ اگر ملزم نے حالتِ سزا میں اقرار جرم کیا تو حال کا اعتبار کیا جائے گا پس اگر سزا اس لئے دی تھی کہ وہ اقرار جرم کرے تو اس سزا کے تحت کئے گئے اقرار جرم پر کوئی حکم ثابت نہیں ہوگا۔

" قال العلامة أبو الحسن علي بن محمد البصري الماوردي الشافعي (ت ۴۵۰ھ) فإن كان حاكما رُفع إليه رجل، قد اتهم بسرقة أو زنا، ولم يكن لتهمته بها تأثير عنده، لم يجز أن يحبسه لكشف ولا استبراء، ولا يأخذ بأسباب الإقرار إجبارا......فإن أقرّ وهو مضروب، اعتبرت حاله فيما ضرب عليه، فإن ضرب ليقر، لم يكن لإقرار تحت الضرب حكم "

[الأحكام السلطانية والولايات الدينية الباب التاسع: ۲۹۷، ۲۹۸، دار الأرقم، بيروت]

مذہب حنابلہ:

حنابلہ فرماتے ہیں کہ ایسا اقرار جو جبر کے طور پر کروایا جائے یہ اقرار قابل قبول نہیں اور اس پر فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔ تفریع کے طور پر آگے فرماتے ہیں کہ کسی ملزم سے کہا گیا کہ جرم کا اقرار کرو ورنہ سزا دیں گے یہ اقرار باطل ہے اور یہی شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کا فتویٰ بھی ہے۔

" قال العلامة ابن جبرين الحنبلي: وكذلك، لا يقبل أو لا يعمل بإقرار المكره إذا أكره، وقيل: اعترف وإلا ضربناك، في هذا الحال إذا اعترف، فإنه لا يلزم بهذا الاعتراف، لذلك إذا أنكر بعد ذلك، فإنه لا يقام عليه حد أو نحوه ذلك "

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

[شرح اخصر المختصرات لابن جبرین: باب من یجوز إقراره : ۱۴/ ۲۲۷،المکتبه الشاملة] "

قال العلامة ابن قدامة الحنبلی(ت ۶۲۰ھ) : ولا یصح الإقرار من المکره، فلو ضرب الرجل لیقر بالزنا لم یجب علیه الحد ولم یثبت علیه الزنا، ولا نعلم من أهل خلافا فی أن المکره لایجب به حد " .

[المغنی لابن قدامة کتاب الحدود، إقرار الأخرس : ۹/ ۶۷، القاهره] .

" وفی مجموع فتاوی ابن تیمیة: وأما إذا أقر مکرها ولم یتبین صدق إقراره، فهنا لایترتب علیه حکم، ولایؤخذ هو به ولا غیره " .

[مجموع فتاوی ابن تیمیة، مسألة : اتهموا بقتل وضربوهم : ۹/ ۱۱۷،المکتبة الشاملة] .

مذہب ظواہر:

اہل ظواہر میں سے علامہ ابن حزم فرماتے ہیں کہ اگر کسی ملزم پر اس لئے تشدد کیا گیا تا کہ وہ اقرار جرم کرے تو ایسے اقرار پر فیصلہ کرنا جائز نہیں۔

" ففی مجلة الجامعة الإسلامیة : ویری ابن حزم تأسیسا علی ذلک أنه لو ضرب المتهم حتی أقر ،فإن إقراره لا یعمل به؛ لأنه قد أخذ بصفة لم یوجبها قرآن وسنة ولا إجماع " .

[مجلة الجامعة الإسلامیة بالمدینة المنورة نظام الإثبات العدد: ۶۳، ۶۴، ۳۱/ ۲۷۷،المکتبة الشاملة].

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ ائمہ اربعہ اور اہل ظواہر کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ تشدد کی بناء پر کئے گئے اقرار جرم پر قاضی کے لئے فیصلہ کرنا جائز نہیں۔

......☆☆☆☆☆......

© rasailojaraid.com